قطب الاقطاب عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں نور اللہ مرقدہٗ کے وہ مضامین جو پندرہ بیس برس قبل ماہنامہ انوار مدینہ میں شائع ہو چکے ہیں قارئین کرام کے مطالبہ اور خواہش پر ان کو پھر سے ہر ماہ سلسلہ وار ''خانقاہ حامدیہ'' کے زیر اہتمام اس مؤقر جریدہ میں بطورِ قندِ مکرر شائع کیا جا رہا ہے ! اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (ادارہ)

خودشناسی

﴿ نظرثانی وعنوانات : حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

میرے مضمون کا عنوان ہے ''خودشناسی'' اس کا مطلب ہے اپنے آپ کو پہچاننا ! اپنے آپ کو پہچاننا کئی طرح ہوسکتا ہے اس کی ایک بہت ہی مفید صورت یہ بھی ہے کہ بندہ اپنی حقیقت سامنے رکھے کہ وہ کتنا عاجز بے بس اور محتاج ہے اور اس کے بالمقابل اپنے پروردگار کی عظمت وقدرت، جلال و جبروت، قہر و غلبہ کا تصور کرے گویا خود شناسی کو خداشناسی کا ذریعہ بنائے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا یقیناً اس نے اپنے رب کو بھی پہچان لیا ! مثلاً انسان یہ غور کرے کہ وہ کھانا کھاتا ہے پانی پیتا ہے مگر یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے ارادہ سے اسے ہضم کر سکے بلکہ اسے نہیں معلوم ہوتا کہ جسم کے اندر کیا عمل ہو رہا ہے کس طرح خوراک اور کس طرح پانی جزو بدن بن رہے ہیں ! وہ کھا پی کر سو جاتا ہے گویا اور بھی زیادہ بے خبر ہو جاتا ہے ! لیکن جب اُٹھتا ہے تو طبیعت میں تازگی اور توانائی محسوس کرتا ہے اور اپنے منشاء کے کام میں بشاشتِ نفس سے لگ جاتا ہے ! زندگی بھر انسان کا یہی معمول رہتا ہے لیکن کبھی اس طرف خیال نہیں جاتا کہ آخر میری بدنی صلاحیتوں کو بحال رکھنے والی نظروں سے غائب مگر حاضر ذات میرے ساتھ کیا کیا احسانات فرما رہی ہے اور کیسے کیسے میری تربیت کر رہی ہے کہ میں اگر سو بھی جاتا ہوں تو پھر بھی وہ نظامِ بدنی کو قائم رکھتی ہے !

اگر اس طرح انسان اپنی ذات ہی پر نظرِ غائر ڈالے تو اسے یقیناً ذاتِ پروردگار نظر آ جائے گی اور اسے ''خود شناسی'' کے ساتھ ''خدا شناسی'' حاصل ہو گی ! ! !

﴿ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِہٖ بَصِیْرَۃٌ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَہٗ ﴾ (القیامۃ : ۱۴ ، ۱۵)

''بلکہ انسان اپنے اوپر خود شاہد ہے گو وہ کتنے ہی بہانے پیش کرے''

کبھی انسان صحت مند ہے تو کبھی بیمار ہوتا ہے بیماری کی صورت میں وہ اتنا عاجز رہتا ہے کہ اپنی بیماری کو جو اسی کے جسم میں ہوتی ہے نہیں پہچان سکتا اپنے باطن میں جھانک کر نہیں دیکھ سکتا ! آخر علم ناقص مستعار لیتا ہے طبیب و ڈاکٹر اسے دیکھتے ہیں حالات سنتے ہیں طرح طرح کے ٹیسٹ لیتے ہیں پھر بیماری کے بارے میں رائے قائم کرتے ہیں اور بعض اوقات پھر بھی بیماری کسی کی سمجھ میں نہیں آتی یا سمجھ میں آجاتی ہے مگر سب اس کے علاج سے قاصر رہتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان معمولی سی بیماری محسوس کرتا ہے ڈاکٹر بھی معمولی ہی سمجھ کر علاج شروع کرتے ہیں مگر وہ بجائے صحتمند ہونے کے اور بیمار ہوتا چلا جاتا ہے ! !

کیا یہ انسان کی کھلی ہوئی عاجزی نہیں کہ دستِ قدرت اتنا لطیف وقوی ہے کہ اس کے سامنے سب عاجز آجاتے ہیں ! اسی لیے سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دعا میں ارشاد فرمایا ہے

لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآئُکَ (مشکوۃ المصابیح رقم الحدیث ۱۵۳۰)

''خداوندا تیری شفاء کے سوا کوئی شفاء نہیں'' یعنی حقیقتاً شفاء تو ہی بخش سکتا ہے

وجدانیات کے لیے یعنی ان چیزوں کے لیے جو انسان اپنے اندر پاتا ہے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوا کرتی ! وہ اس کے لیے ایسی ہوتی ہیں جیسے مشاہدہ مثلاً کسی شخص کے سر میں درد ہو تو اسے اس کے لیے کسی دلیل کی ضرورت نہ ہوگی وہ خود یقین کے ساتھ اپنے درد کو محسوس کرے گا ایسے ہی خوشی اور غم، محبت اور نفرت ایسی وجدانی کیفیات ہیں جن کے لیے اس انسان کو جو انہیں محسوس کر رہا ہو کسی دلیل کی حاجت نہیں ہوتی ! !

لہٰذا اگر انسان خود شناسی کے ذیل میں ان تصرفاتِ قدرت پر نظر رکھے جو اسے اپنی ذات میں

نظر آسکتے ہیں تو اسے معرفتِ خدا کے وجدانی دلائل دکھائی دیں گے ! ! ارشادِ ربانی ہے

﴿ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّـهُ الْحَقُّ ﴾ [1]

''عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کے نفس میں یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہی حق ہے''

غرض ایک بالکل بے پڑھا لکھا انسان بھی اگر اس طرح غور کرے تو اسے اپنی ذات میں خداوند کریم کی ذاتِ پاک کی معرفت ملے گی ! ! ارشادِ خداوندی ہے

﴿ وَفِىْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴾ [2] ''اور خود تمہارے نفسوں میں بھی، پس کیا تم غور سے نہیں دیکھتے''

انسان خود شناسی کے راستہ منزلیں طے کرتا ہوا خدا شناسی تک جا پہنچتا ہے ! کیونکہ ایک طرف جب وہ اپنی حقیقت اور اپنی صفات پر نظر ڈالتا ہے تو ہر طرف کمی اور خامی نظر آتی ہے ! !

دوسری طرف ذاتِ خداوندی کے بارے میں سوچتا ہے تو وہ ذات بے عیب اور کمالات سے متصف مشہود ہوتی ہے ! !

حق تعالیٰ کا ''قَيُّوْم'' ہونا کہ وہ تمام ہی مخلوق کو قائم رکھے ہوئے ہے اس کا ''حَیٌّ'' ہونا کہ در حقیقت وہی صفتِ حیات سے متصف ہے یا جسے وہ حیات مستعار بخش دے ! !

اس کا ''مُمِيْت'' ہونا ''عَلِيْم'' ہونا ''خَبِيْر'' ہونا جتنی بھی صفات ہیں ان سب صفات سے معرفتِ باری تعالیٰ کے دروازے کھلتے چلے جاتے ہیں ! ! اور اللہ کا وعدہ ہے

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾ [3]

''اور جنہوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی معرفتِ کاملہ نصیب فرمائے

❁ ❁ ❁

---

[1] سُورۃ حٰمٓ السجدۃ : ۵۳ [2] سُورۃ الذاریات : ۲۱ [3] سُورۃ العنکبوت : ۶۹